www.rahimia.org

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

بانی: حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوری قدّس اللّٰہُ سِرّہٗ السّعید مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیر اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی **عبدالخالق آزاد** رائے پوری جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

ستمبر 2023ء / صفر المظفر، ربیع الاوّل ۱۴۴۵ھ • جلد نمبر 15، شمارہ نمبر 9 • قیمت: 30 روپے • سالانہ ممبرشپ: 350 روپے

مجلس ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن

صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی

مدیر: محمد عباس شاد

ترتیبِ مضامین

- فکری گمراہی کی وجہ سے عملی سیاست کا فساد
- اچھے اور بُرے انسان کی پہچان
- حضرت جعفر بن ابوطالب عبدِ مناف قریشی ہاشمی رضی اللہ عنہٗ
- پاکستانی نظام کا قانون کے نام پر کھلواڑ
- مختلف اوقات اور حالات کی دعائیں (4)
- خلافتِ بنوعباس؛ نظام و کارنامے
- کارپوریٹ فارمنگ کے ممکنہ اثرات
- جدہ امن کانفرنس
- زنگ آلود دِلوں کی صفائی اور ترقی میں ذکرُ اللہ کی اہمیت
- خانۂ کعبہ کی مرکزیت اور انسانیت کے لیے اس کے انوارات
- غلبۂ دین اور اس کی حفاظت کا جماعتی نظام
- دین کی حفاظت مسلمانوں کے ذمے ایک فریضہ ہے
- حضرت مولانا نور محمد خاں میواتی (چندینیؒ) کا سانحۂ ارتحال
- امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی دو مایۂ ناز کتابوں کی تقریبِ رونمائی
- ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کوئٹہ کیمپس کا افتتاح
- دینی مسائل

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالقادر** رائے پوری قدس سرہ — مسند نشینِ ثانی خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ: جو شخص تہجد (کے وقت عبادت کے لیے اُٹھنے) کی نیت سے (رات کو) سوئے اور (وقت پر) نہ اُٹھ سکے، اس کو حسبِ حکمِ حدیث ثواب ملتا ہے اور اتنے نفل (نمازِ تہجد کے) قضا کے طور پر بھی (رضا کارانہ) ادا کر لیے جاتے ہیں (تاکہ معمول متأثر نہ ہو)، مگر پھر بھی جو افسوس ہوتا ہے، (تو وہ) کیوں ہوتا ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ:

''جو مَلَکہ پیدا ہوتا ہے، وہ تو (نمازِ تہجد وغیرہ اعمالِ صالحہ کے) کرنے سے ہوتا ہے۔ نیت کا ثواب بھی بڑی (کارآمد) چیز ہے، مگر وہ مَلَکہ (کی تقویت) کے لیے کارآمد نہیں۔ اور وہ افسوس (تو دراصل، عبادت سے) مناسبت اور ملکہ جو (اس سے پہلے حاصل) ہوا ہے، اس کی ترقی کے رُکنے (کے احساس کی وجہ) سے ہوتا ہے۔

کسی نے پوچھا: مَلَکہ کیا ہے؟ فرمایا کہ: ''کسی چیز (عمل کو مسلسل کرنے) سے طبیعت کو جو لگاؤ (رُجحان) ہو جاتا ہے، وہی مَلَکہ ہے اور یہ افسوس بھی اس لگاؤ کی وجہ سے ہوتا ہے''۔

(۱۵ر رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ/ 12 رجولائی 1949ء/ بروز: اتوار۔ مقام: رائے پور)

(ارشاداتِ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 397، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جا سکتا ہے۔

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

www.rahimia.org

فکری گمراہی کی وجہ سے عملی سیاست کا فساد

سورۃ البقرہ کی گزشتہ آیات (97 تا 99) میں واضح کیا گیا کہ ملتِ ابراھیمیہ حنیفیہ کے بنیادی حقائق میں سے ایک حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تاریخی حقیقت کو ماننا ہے، جب کہ یہودیوں کی فکری گمراہی یہ تھی کہ انھوں نے جبرائیل امینؑ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر نازل کی جانے والی وحی کی وجہ سے انھیں اپنا دشمن قرار دے دیا تھا۔ اس طرح وہ ملتِ حنفی کے بنیادی فکر و فلسفے کا انکار کرکے گمراہی میں مبتلا ہوئے۔

ان آیات (100-101) میں یہ حقیقت واضح کی جارہی ہے کہ جب کوئی قوم اپنے فکر و فلسفے کے بنیادی حقائق سے انحراف کی عادت اپنا لیتی ہے تو اُس کی عملی اجتماعی اور سیاسی زندگی بھی اس ملت کے بنیادی اُصولوں کی خلاف ورزی پر مبنی ہوتی ہے۔ یہودی لوگ ملتِ حنفی کے بنیادی اُصولوں کی خلاف ورزی کرکے سیاسی بدعہدی کے مرض کا شکار تھے۔ وہ اجتماعی اور سیاسی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہوتے تھے۔ اس بے یقینی اور بے علمی کی وجہ سے سیاسی ذلت و رُسوائی اور معاشی بھوک و اِفلاس کی حالت میں مبتلا تھے۔

اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ (کیا جب کبھی باندھیں گے کوئی قرار (عہد) تو پھینک دے گی اس (عہد) کو ایک جماعت ان میں سے):

انسانی معاشروں کی سیاسی، معاشی اور سماجی شیرازہ بندی انسانوں کے درمیان وجود میں آنے والے سماجی معاہدات (Social Contracts) سے عبارت ہوتی ہے۔ کسی معاشرے کے افراد آپس میں سیاسی اور معاشی معاہدے میں بندھے ہوتے ہیں۔ ایسے معاہدات کی پاسداری سے ہی قوموں کی سیاسی اور معاشی قوت وجود میں آتی ہے۔ عہد شکنی کی روایت اختیار کرنے سے اُس قوم کی عملی سیاست فیل ہوکر رہ جاتی ہے۔ اس آیت میں بنی اسرائیل کی ایسی ہی سیاسی، معاشی اور اجتماعی خرابی کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ ان کی تاریخ اُٹھا کر دیکھو کہ جب بھی انھوں نے کسی فرد، قوم اور اجتماع سے کوئی معاہدہ یا عہد کیا تو ان کے مفاد پرست گروہ نے اسے پسِ پشت ڈال دیا اور اس سے روگردانی کی۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ لکھتے ہیں کہ: ''ان کی یہ عادت قدیم ہے کہ جب اللہ، یا رسول، یا کسی شخص سے کوئی عہد مقرر کرتے ہیں تو انھیں میں (سے) کی ایک (مفاد پرست) جماعت اس عہد کو پسِ پشت ڈال دیتی ہے، بلکہ بہت سے یہودی ایسے ہیں، جو تورات پر ایمان نہیں رکھتے۔ ایسوں کو عہد شکنی میں کیا باک (روک) ہوسکتا ہے''۔

اس سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ جو قوم عہد شکنی اور وفائے عہد کی قوت سے محروم ہوتی ہے، وہ کبھی سیاسیات میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ لوگ اُس جماعت پر بھروسہ نہیں کرتے۔ ان کی عہد شکنی قدم قدم پر انھیں سیاسی ذلت میں مبتلا کردیتی ہے۔

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (بلکہ ان میں اکثر یقین نہیں کرتے): جب کسی قوم میں عہد شکنی کی یہ روایت پختہ ہوجاتی ہے تو اُن کے اکثر لوگ اپنے فکر و نظریے پر ایمان و اِیقان کی کیفیت سے محروم ہوجاتے ہیں۔ اُن کی اکثریت اپنی خواہشات اور مفاد پرستی کے خلاف اپنے مانے ہوئے آئین، دستور اور کتاب کو حقیقت میں تسلیم نہیں کرتی۔ صرف ظاہری طور پر اُس پر ایمان کا اظہار کرتی ہے۔ حقیقی طور پر وہ یقین سے خالی ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل کا یہی معاملہ تھا کہ اُن کی اکثریت ملّتِ ابراھیمیہ حنیفیہ کی عظیم ترین کتاب تورات کے دستوری حقائق اور قانونی نظام پر یقین نہیں رکھتی تھی۔

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ (اور جب پہنچا ان کے پاس رسول اللہ کی طرف سے تصدیق کرنے والا اس کتاب کی جو اُن کے پاس ہے، تو پھینک دیا ایک جماعت نے اہلِ کتاب سے): اب جب رسول اللہ ﷺ ملّتِ ابراھیمیہ کے بنیادی حقائق کے مطابق اللہ کی طرف سے ایسی کتاب لائے ہیں، جو یہودیوں کی کتاب یعنی تورات کی تعلیمات کی پوری طرح تصدیق کرتی ہے تو عادی عہد شکنوں کی بنی اسرائیلی جماعت اُسے بھی ماننے سے انکاری ہے۔ حال آں کہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب اللہ کی طرف سے نازل کردہ کتاب تورات کے بنیادی اُصولوں اور حقائق کی تصدیق کرنے والی ایک اَور عظیم کتاب اللہ کی طرف سے قرآن حکیم کی صورت میں نازل ہوئی ہے اور اُس نے انھیں حکم دیا ہے کہ ملّتِ حنیفیہ کے بنیادی اُصولوں کو مضبوطی سے پکڑو اور جو انحرافات یا تغیر و تبدل تم نے کیے ہیں، انھیں چھوڑ دو تو انھوں نے اسے بھی پسِ پشت ڈل دیا۔ جب کہ انھیں کتابِ مقدس قرآن حکیم کی تعلیمات کو دل و جان سے قبول کرنا چاہیے تھا۔

كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (کتاب اللہ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے (کردیا)، گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں): ان پر لازم تھا کہ وہ اجتماعی زندگی کے بنیادی معاہدات کو تسلیم کرتے اور اللہ کی کتابوں پر پوری طرح عمل کرکے اپنی فکری گمراہی کی خرابیوں کو دور کرتے اور اپنی سیاسی کمزوریوں کو دور کرکے ملّتِ حنیفی کی اَساس پر ایک نظام قائم کرتے، لیکن ان کا حال یہ ہے کہ انھوں نے اپنی ہی کتاب تورات کو بھی کچھ اس طرح پسِ پشت ڈال دیا، گویا کہ وہ اس کتاب کو جانتے ہی نہیں ہیں۔

اب ایک طرف تورات پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں، دوسری طرف انھوں نے ان تعلیمات کو خلط ملط کردیا ہے۔ یہ لوگ فرشتوں اور ملائکہ کی جانب سے ہونے والی وحیٔ الٰہی اور انسان نما شیطانوں اور ابلیس کی سکھائی ہوئی باتوں کو باہم ملا کر تحریف کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اس طرح اپنے زوال کے دور میں فکری گمراہی کے ساتھ ساتھ عملی سیاسی ذلت اور رُسوائی میں مبتلا ہوچکے ہیں۔

ان آیاتِ مبارکہ میں بنی اسرائیل کی فکری اور عملی خرابیوں کو بیان کرکے مسلمانوں کے سامنے یہ سوچ اور فکر واضح کی جارہی ہے کہ وہ ملّتِ ابراھیمیہ حنیفیہ کے اصل بنیادی عقائد و افکار اور تجلیات و انوارات اور عالم گیر فلسفہ و فکر کا شعور حاصل کریں، اُس پر پختگی کے ساتھ اپنے ایمان اور ایقان کو بڑھائیں اور اس حنفی فکر کی اَساس پر معاہدات کی پاسداری، قانونی نظام کی پابندی اور دینی احکامات پر دل و جان سے عمل کرنے کی سیاسی، معاشی اور سماجی ذمہ داریوں سے پوری طرح عہدہ برآ ہوں۔

www.rahimia.org

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

اچھے اور بُرے انسان کی پہچان

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃؓ؛ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ’’خَیْرُکُمْ مَنْ یُرْجٰی خَیْرُہٗ وَ یُؤْمَنُ شَرُّہٗ، وَشَرُّکُمْ مَنْ لَّا یُرْجٰی خَیْرُہٗ وَلَا یُؤْمَنُ شَرُّہٗ‘‘۔

(الجامع للترمذی، حدیث 2263)

(سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’تم میں بہتر شخص وہ ہے، جس سے خیر کی اُمید رکھی جائے اور جس کے شر سے بے خوف رہا جائے اور تم میں سے بُرا شخص وہ ہے، جس سے خیر و بھلائی کی کوئی امید نہ رکھی جائے اور جس کے شر سے بے خوف نہ رہا جائے‘‘۔)

اس حدیث مبارک میں نبی ﷺ نے ایک ایسے معتبر شخص کا تعارف کروایا ہے کہ جس کے اخلاق بلند ہوں اس کا معاملہ انسانوں کے ساتھ اچھا ہوتا ہے۔ تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں لوگوں کو یقین ہو جائے کہ اس کا ہر قول و عمل انسانوں کی بھلائی، ان کی عزت و آبرو، جان و مال اور انسانی حقوق کے تحفظ پر مبنی ہے۔ اور لوگوں کا کسی سے خیر کی اُمید قائم ہو جانا اور اس کے شر سے بچنے کا یقین کر لینا' اس کے بہترین انسان ہونے کی دلیل ہے۔ ایسا شخص خود بھی قلبی اور ذہنی لحاظ سے پُرسکون رہتا ہے اور معاشرے کی بہتری کے لیے اچھی مثال بنتا ہے۔

عمدہ اخلاق ایسا اعلیٰ انسانی وصف ہے جو اس کو انسانوں میں معتبر کر دیتا ہے، بداَخلاق لوگوں کو اپنا رویہ بدلنے پر آمادہ کرتا ہے۔ ایسے لوگ معاشرے میں غنیمت ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی ذات میں انجمن ہوتے ہیں، وہ اپنے کردار و عمل سے اپنے اردگرد لوگوں کو ایک اچھے انسان کی پہچان کا خاموش پیغام دیتے ہیں۔

نبی ﷺ کا عمدہ خُلق ہی آپؐ کو تمام انسانوں میں معزز بنا کر آپؐ کو اللہ کی طرف سے پُرشکوہ لقب رحمۃ للعالمین کا مستحق قرار دلواتا ہے۔ قرآن حکیم نے آپؐ کے کردار و عمل کی جو سب سے بڑی سند دی وہ آپؐ کے خلق کا بہت بلند ہونا ہے۔ (سورۃ القلم، 4) اسی بنا پر دوست دشمن سبھی آپؐ کے حسنِ خلق سے متأثر تھے۔ احادیث مبارکہ میں شر پسند قوتوں یا مردم آزار لوگوں کے بارے میں ناپسندیدگی کے اِظہار اور مختلف تنبیہات ایک درست کردار و عمل کی راہ متعین کرتی ہیں۔

مادہ پرست نظام کے غلبے کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف دینے اور نقصان پہنچانے کا مرض اِنفرادی اور اجتماعی طور پر رواج پا چکا ہے۔ ایسے میں ضرورت یہ ہے کہ معاشرے میں باصلاحیت، با اخلاق اور اچھے رجحانات رکھنے والے لوگوں کی اجتماعیت پیدا کی جائے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے ذریعے سے معاشرے میں اس سوچ کو عام کیا جائے کہ پورے معاشرے میں ایسے اخلاق کو غالب آنا چاہیے۔ اور وہ ایک عوامی زبان بن کر قوم کی حالت کو بدل دیں۔

مولانا قاضی محمد یوسف، حسن ابدال

حضرت جعفر بن ابو طالب عبدِ مناف قریشی ہاشمی رضی اللہ عنہ

آپؓ کا نام: جعفر، کنیت: ابو عبداللہ، والد کا نام: عبدِ مناف (ابو طالب) اور والدہ کا نام: فاطمہ تھا۔ آپؓ کا شجرۂ نسب یہ ہے: جعفر بن ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدِ مناف بن قصی قریشی ہاشمی۔ آپؓ حضور اقدس ﷺ کے چچا کے بیٹے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عمر میں دس سال بڑے حقیقی بھائی تھے۔ آپؓ کی پیدائش 589ء (22 سال قبل از نبوت) میں مکہ مکرمہ میں ہوئی اور ۸ھ/629ء میں جنگِ موتہ میں شہید ہوئے۔

حضرت جعفرؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دائیں طرف کھڑے عبادت میں مشغول تھے۔ آپؓ کے والد ابو طالب نے اپنے دو عزیزوں کو بارگاہِ صمدیت میں سربسجود دیکھا تو اُن کے دل پر خاص اثر ہوا۔ چناں چہ ابو طالب نے اپنے بڑے بیٹے حضرت جعفرؓ کی طرف دیکھ کر کہا: ’’جعفر! تم بھی اپنے چچا زاد (حضورؐ) کے پہلو میں بائیں طرف کھڑے ہو کر دست و بازو بنو۔ اس طرح حضرت جعفرؓ نے پہلی دفعہ نماز ادا کی۔ اس عبادت میں آپؓ کو ایسی لذت محسوس ہوئی کہ وہ بہت جلد مسلمان ہو گئے۔ اس وقت تک اکتیس بتیس آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ اس طرح حضرت جعفرؓ آغازِ اسلام کی نمایاں شخصیات میں شمار ہوتے ہیں۔ مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو آپؓ مہاجرین کے قائد تھے۔ شاہِ حبشہ نجاشی کے دربار میں کی گئی آپؓ کی تقریر ادب کا شہ پارہ اور اسلام کا خلاصہ تصور کی جاتی ہے۔

حضرت جعفرؓ انتہائی سخی، کشادہ دل اور فیاض تھے۔ غربا و مساکین کو کھانا کھلانے میں آپؓ کو خاص لطف حاصل ہوتا تھا۔ حضورؐ آپؓ کو ’’ابو المساکین‘‘ کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ حضرت جعفرؓ کے فضائل و مناقب کا پایہ نہایت بلند تھا۔ خود حضورؐ آپؓ سے فرمایا کرتے تھے کہ: ’’جعفر! تم میری صورت و سیرت دونوں میں مجھ سے مشابہ ہو‘‘۔ نیز فرمایا کہ: ’’مجھ سے پہلے جس قدر نبی گزرے ہیں، ان کو صرف سات رفیق دیے گئے تھے، لیکن میرے رفقائے خاص کی تعداد چودہ ہے، ان میں سے ایک جعفرؓ بھی ہیں‘‘۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: ’’رسول اللہؐ کے بعد اونٹنی پر سواری کرنے میں جعفرؓ سب سے افضل ہیں‘‘۔ (جامع ترمذی)

حضرت جعفرؓ آپ ﷺ کی ہجرتِ مدینہ کے چھ سال بعد تک حبشہ ہی میں رہے۔ ۷ھ/628ء میں مدینہ تشریف لائے۔ اس وقت فتح خیبر ہو چکا تھا اور مسلمان اس کی خوشی منا رہے تھے کہ مسلمانوں کو اپنے دور افتادہ بھائیوں کی واپسی کی دوہری خوشی حاصل ہوئی۔ حضرت جعفرؓ سامنے آئے تو آپؐ نے ان کو گلے سے لگایا اور پیشانی چوم کر استقبال کیا اور فرمایا: ’’میں نہیں جانتا کہ مجھ کو جعفر کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی یا خیبر کی فتح سے!‘‘۔ حضرت جعفرؓ کی واپسی کو ابھی ایک سال بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں موتہ پر فوج کشی ہوئی۔ آپؐ نے فوج کا علم زید بن حارثہؓ کو عطا کر کے فرمایا کہ: ’’اگر زید شہید ہوں تو جعفرؓ اور اگر جعفر بھی شہید ہوں تو عبداللہ بن رواحہؓ اس جماعت کے امیر ہوں گے‘‘۔ اس غزوے میں آپؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ (صحیح بخاری)

www.rahimia.org

پاکستانی نظام کا قانون کے نام پر کھلواڑ

جب ہم کسی ملک یا معاشرے کے ترقی یافتہ ہونے یا زوال پذیر ہونے کی بات کرتے ہیں تو اس میں ایک اہم ترین پیمانہ؛ معاشرے میں ایسے قانون کی حکمرانی کا ہے، جس کے ذریعے سے اس معاشرے میں موجود تمام افراد کے لیے آزادیٔ رائے، عدل، امن، معاشی خوش حالی کا آئینی اور قانونی حق حاصل ہو۔ دوسرے یہ کہ ایسے قانون کے سامنے سرِتسلیم خم کرنا' یا قانون کو موم کی ناک بنانے کا رویہ ہوتا ہے۔ قانون کی حکمرانی یعنی رُول آف لاء (Rule of Law) پر عمل کو مہذب معاشروں کی ایک علامت کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اس سے وفاداری معاشرے کے ہر ایک فرد کو اس بات کی ضمانت فراہم کرتی ہے کہ اس معاشرے میں آزادی اور مساوات کے مواقع سب کے لیے یکساں ہیں۔ ایسے معاشروں میں عدل کے منصفانہ نظام کے ذریعے پُراَمن طریقے سے سیاسی اختلافِ رائے کو حل کرلیا جاتا ہے۔ وہاں کا عدالتی نظام' عدل کے بنیادی اُصولوں کی روشنی میں قوانین کی تشریح' قانون کی روح کے مطابق کرتا ہے۔ قانون کی حکمرانی وہ بنیادی قانونی اصول ہے، جو ملک میں موجود تمام افراد، برادریوں، سیاسی جماعتوں اور حکومتوں کے لیے مساوات اور جواب دہی کا تصور فراہم کرتا ہے۔ قانون کی حکمرانی کے اصولوں کے تحت قانون سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہے۔ قانون پر عمل نہ کرنے کی صورت میں سب افراد، ادارے اور جماعتیں قانون کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ ایک منصفانہ نظامِ حکومت میں کوئی ایک شخص، ادارہ، جماعت یا خود حکومت دوسرے سے زیادہ اہم یا قانون سے بالاتر نہیں ہوتی۔

آج دنیا میں ایسے ملک بھی ہیں، جہاں آئین، دستور اور قانون تو موجود ہیں، لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہے، وہ مقتدر اور طاقت ور طبقوں کے ہاتھ میں موم کی ناک ہیں۔ انھیں وہ جب جس طرف چاہتے ہیں، موڑ دیتے ہیں۔ ان ملکوں کے قوانین طاقت ور کے سامنے مکڑی کا وہ جالا ہیں، جنھیں وہ جب چاہیں' توڑ کر نکل جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستان بھی اسی قبیل کے ملکوں میں شامل رہا ہے۔

ویسے تو پاکستان کی پوری تاریخ ہی آئین، دستور اور قانون سے مذاق اور کھلواڑ کی بدترین مثالوں سے بھری پڑی ہے، لیکن گزشتہ سال سن 2022ء میں رجیم چینج آپریشن کے نتیجے میں آنے والی حکومت اور ان کے سہولت کاروں کے ہاتھوں اس شیشے کے گھر پر جو سنگ باری ہوئی ہے، اس نے قانون کی بے توقیری کی سب حدیں پار کردی ہیں۔

اس حکومت کی پہلی بے اصولی تو اس ایوان کے حوالے سے تھی، جو حکومت کو قانون سازی کے لیے ایوان کے میرٹ کا تقاضا کرتا ہے، لیکن یہاں تو کوئی حقیقی اپوزیشن ہی نہیں تھی۔ اپوزیشن پارٹی ایوان سے باہر تھی اور منحرف ارکان کو جہاں حکومت گرانے کے لیے استعمال کیا گیا، اسی کو اپوزیشن تسلیم کر کے ایک مصنوعی پارلیمانی عمل کے ذریعے انھیں اپوزیشن کا کردار سونپ دیا گیا۔ نام نہاد 'تحریکِ عدم اعتماد' کے نتیجے میں جس پارٹی پر اپوزیشن کی ذمہ داری عائد ہوئی، اس نے اپنے غلط تخمینوں کے ذریعے بھان متی کی حکومت کو واک اوور دے کر اپنی پارلیمانی ذمہ داریوں سے بھی انحراف کیا۔

پھر اس بھان متی حکومت نے وہ وہ کام کیے جو پاکستان کی تاریخ میں ایک بدترین اضافہ ہیں۔ مثلاً پہلے تو اس حکومت نے نیب اور ایف آئی اے میں اپنے سمیت پورے حکومتی اتحاد پر قائم اربوں روپے کے کیسز ختم کروائے۔ پھر متعدد ترامیم کے ذریعے نیب اور ایف آئی اے کے دانت نکال کر اپنی مرضی کے افسران بھرتی کر کے ان اداروں کو اپنے حق میں استعمال کرنا شروع کردیا۔ ایسے ہی دیگر متعدد اداروں کے قوانین میں ترامیم کر کے ان کے کردار کو اپنے سیاسی مقاصد میں سہولت کار کے طور پر استعمال کرنا شروع کردیا۔

ہم انھی صفحات پر سابق وزیرِاعظم عمران خان کی سیاسی پالیسیوں اور حکومتی کارکردگی پر سخت ناقد رہے ہیں، لیکن کسی سیاسی مخالف کو قوانین کی من پسند تشریح یا ترامیم کے سہارے دیوار سے لگانے کے عمل کی ہرگز حمایت نہیں کی جاسکتی۔ پی ڈی ایم حکومت نے جس طرح میڈیا کو لالچ اور اشتہارات، الیکشن کمیشن کو انتخابات کروانے میں ٹال مٹول، پارلیمنٹ میں قانون سازی، سپریم کورٹ کے ساتھ محاذ آرائی اور قوانین میں ترامیم کو سیاسی انجینئرنگ کے لیے استعمال کیا، وہ کسی بھی طرح آج کے جمہوری دور میں قابلِ ستائش نہیں۔ اس کا نقصان یہ ہوا ہے کہ لوگ اس ملک کے مستقبل سے مایوس ہو کر اپنی دھرتی کو خیرباد کہنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

اس حکومت نے سپریم کورٹ سے ''پریکٹس اینڈ پروسیجر ایکٹ 2023ء'' کے نام پر قانون سازی کے ذریعے اس وقت محاذ آرائی شروع کردی' جب سپریم کورٹ نے ملک کے سب سے زیادہ آبادی والے صوبے پنجاب میں صوبائی انتخابات میں تاخیر پر الیکشن کمیشن آف پاکستان (ECP) کے خلاف سوموٹو نوٹس لیا، لیکن حکومت نے مختلف ہتھکنڈے استعمال کر کے الیکشن سے راہِ فرار اختیار کر کے عدلیہ کے احترام کے بھاشن دینے والے سیاست دانوں نے عدلیہ کے وقار کی ہنڈیا بیچ چوراہے پھوڑ ڈالی۔ یوں چیف جسٹس کے فیصلے کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ دوسری طرف ایک سیشن جج سابق وزیراعظم کے خلاف توشہ خانہ کیس میں عدالتی پروسیجر کو روندتے ہوئے ایک فیصلہ سناتے ہیں تو اس کے فیصلے پر اگلے پانچ منٹ میں عمل درآمد شروع ہو جاتا ہے۔ چیف جسٹس کا فیصلہ کوئی پوچھتا نہیں اور ایک سیشن جج کے فیصلے پر سابق وزیراعظم جیل پہنچا دیا جاتا ہے۔ شاید ایسے ہی موقع کے لیے شاعر نے کہا تھا ؎

خرد کا نام جنوں پڑ گیا ، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

یہ وہ اپروچ ہے جس کے ذریعے قانون کو انصاف کے لیے نہیں، بلکہ اپنے عزائم کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لولی لنگڑی پارلیمنٹ نے جاتے جاتے جتنے قوانین کے بل پاس کیے ہیں، وہ بھی قانون کی اجتماعی روح سے خالی ہیں۔ پھر اسپیشل سیکرٹ ایکٹ اور آرمی ایکٹ کے ترمیمی بلوں پر صدرِ پاکستان کے دستخطوں کے قضیے نے پوری دنیا میں ہماری جگ ہنسائی کا سامان کردیا ہے۔ (مدیر)

www.rahimia.org

افکارِ شاہ ولی اللہؒ

مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

مختلف اوقات اور حالات کی دعائیں 4

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حُجّةُ اللّٰہِ البالِغه'' میں فرماتے ہیں:

(نئے کپڑے پہننے کی دعائیں)

جب نیا کپڑا پہنے تو یہ دعائیں پڑھے:

(1) ''اللّٰهُمَّ ! لَکَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ – و يُسَمِّيه باسمه – أَسأَلُکَ خَيْرَهُ و خَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ''۔ (رواه التّرمذی و أبو داؤد، مشكاة، حديث: 4342)

(اے اللہ! تیرے لیے حمد وثنا ہے جیسا کہ تُو نے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا۔ ساتھ میں اس کپڑے کا نام لے–، میں تجھ سے اس کی اچھائی کا اور جس خیر و برکت کے لیے اسے بنایا گیا ہے، اس کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں اس کے شر سے اور جس شر کے لیے یہ بنایا گیا ہے، اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔)

(2) ''الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی كَسَانِی مَا أُوَارِی بِهِ عَوْرَتِی وَ أَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی حَيَاتِی''. (رواه التّرمذی و أحمد، مشكاة، حديث: 4374) (ہر قسم کی حمد وثنا اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے لباس پہنایا، جس کے ذریعے میں اپنا ستر ڈھانپتا ہوں اور اس کے ذریعے میں اپنی زندگی میں خوب صورتی حاصل کرتا ہوں۔)

(کھانے اور پینے کی دعائیں)

جب کھانا کھائے اور پانی پیے تو یہ دعائیں پڑھے:

(1) ''الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ''. (مشكاة: 4204) (ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔)

(2) ''الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَطْعَمَنِی هٰذَا الطَّعَامَ، وَ رَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّی وَلَا قُوَّةٍ''. (رواه أبو داود، حديث: 4023) (تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر میری طاقت وقوت کے مجھے یہ عنایت فرمایا۔)

(3) ''الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَطْعَمَ وَ سَقٰی، وَ سَوَّغَهُ وَ جَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا''. (رواه أبو داؤد، مشكاة: 4207) (ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے کھانا کھلایا پلایا، اور اسے حلق سے اُترنے والا بنایا اور پھر اس کے نکلنے کی راہ بنائی۔)

(کھانا ختم کرنے کی دعا)

جب دسترخوان اُٹھایا جائے تو یہ دعا پڑھے: ''الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ رَبُّنَا''. (رواه البخاری، مشكاة، حديث: 4199)

(ہر قسم کی بہت زیادہ پاکیزہ اور بابرکت حمد وثنا اللہ کے لیے ہے، اے ہمارے ربّ! کفایت کی گئی، نہ چھوڑی گئی، اور نہ اس سے بے نیازی دکھائی جائے۔)

(مسجد کی طرف جانے کی دعا)

جب مسجد کی طرف جائے تو یہ دعا پڑھے: ''اللّٰهُمَّ ! اجْعَلْ فِی قَلْبِی نُورًا، وَ اجْعَلْ فِی لِسَانِی نُورًا، وَ اجْعَلْ فِی سَمْعِی نُورًا، وَ اجْعَلْ فِی بَصَرِی نُورًا، وَ اجْعَلْ خَلْفِی نُورًا، وَ أَمَامِی نُورًا، وَ اجْعَلْ مِنْ فَوْقِی نُورًا، وَ مِنْ تَحْتِی نُورًا، اللّٰهُمَّ ! وَأَعْظِمْ لِی نُورًا''. (رواه أبو داود، حديث: 1353) (اے اللہ! تُو نور پیدا فرما میرے دل میں، نور عنایت فرما میری زبان میں، اور نور دے میرے کان میں، نور دے میری نگاہ میں، میرے پیچھے نور بنا، میرے آگے نور بنا، میرے اوپر نور کا سایہ فرما اور میرے نیچے نور فرما۔ اور اے اللہ! میرے لیے نور کو اَور بڑھا دے۔)

(مسجد میں داخل ہونے کی دعائیں)

جب مسجد میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے:

(1) ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ، وَ بِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ''. (مشكوة:، حديث: 749) (میں شیطان مردود سے اللہ عظیم، اس کی ذات کریم اور اس کی قدیم بادشاہت وقدرت کے ذریعے پناہ چاہتا ہوں۔)

(2) ''اللّٰهُمَّ ! افْتَحْ لِی أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ''. (رواه ابن ماجة، حديث: 773)

(اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔)

(مسجد سے باہر نکلنے کی دعا)

جب مسجد سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے: ''اللّٰهُمَّ ! إِنِّی أَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ''. (رواه مسلم، مشكوٰة، حديث: 70) (اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں۔)

(بجلی کڑکنے اور گرج چمک کے وقت کی دعا)

جب بجلی کڑکنے، گرجنے اور چمکنے کی آواز سنے تو یہ دعا پڑھے:

''اللّٰهُمَّ ! لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِکَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ. اللّٰهُمَّ إِنِّی أعوذُ بِکَ مِن شَرِّهَا''، (رواه الترمذی، مشكاة: 1521) (اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کرنا، نہ اپنے عذاب سے ہلاک کرنا، اور ہمیں اس سے پہلے ہی عافیت عطا فرمانا۔ اے اللہ! میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔)

(تیز آندھی چلنے کے وقت کی دعا)

جب تیز ہوائیں اور آندھی چلے تو یہ دعا پڑھے:

''اللّٰهُمَّ ! إِنِّی ! أَسْأَلُکَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ''. (متّفق عليه، مشكاة، حديث: 1513) (اے اللہ! میں اس (آندھی) کی خیر کا، اس میں جو خیر ہے اس کا، اور اس کے ساتھ جو بھیجا گیا ہے اس کی خیر کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں اس کے شر سے، اس میں جو شر ہے اس کا اور جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے اس کے شر کی تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔) (باب الأذكار و ما يتعلّق بها)

www.rahimia.org

خلافتِ بنوعباس؛ نظام و کارنامے

خلافتِ بنوعباس کا زمانہ بھی خلافتِ راشدہ اور خلافتِ بنواُمیہ کی طرح خیر و برکت کا زمانہ تھا۔ ابتدا میں اسلام اور عربی رنگ غالب تھا، لیکن فتنوں کے ظہور اور متوکل علی اللہ کے قتل سے پہلے تک مملکت کا نظام اور نفاذ سراسر اِسلامی تھا۔ اسلامی قوانین کا اجرا و نفاذ، عدل و قضا کا قیام، امن و امان کی بحالی، ذِمیوں اور غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت، اسلام اور مسلمانوں کے حقوق اور عزت و ناموس کی نگہداشت، خصوصاً علومِ دینی و دُنیوی کی ترویج، مملکتِ عباسیہ کے تمام صوبوں اور علاقوں میں نمایاں تھے۔

امام شمس الدین ذہبیؒ نے خلافتِ عباسیہ کے ابتدائی دور کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے: ''اس زمانے میں اسلام اور مسلمان عزت و احترام کی اقدار سے پوری طرح مالا مال تھے۔ علم کی کثرت و تازگی تھی۔ ہر طرف جہاد کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ سنتوں کا رواج تھا۔ بدعات سرنگوں تھیں۔ حق و صداقت کی آواز بلند کرنے والے کثیر تعداد میں موجود تھے۔ عبادت گزار اور زاہدوں کی کثرت تھی۔ لوگ امن و امان اور خوش حالی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ مغربِ اقصیٰ (مراکش) اور اندلس سے لے کر ہندوستان و حبشہ تک اسلام کی شان و شوکت کے مظاہر عام تھے۔ (تذکرۃُ الحُفّاظ، ج:1، ص:224)

امام ذہبیؒ کے الفاظ اس دور کے حالات کا نقشہ کھینچ رہے ہیں کہ خلافتِ عباسیہ کا دور بنواُمیہ کی طرح اسلام کے حق میں کس قدر پُر بہار اور پُر شکوہ تھا، ہر طرف انسانی قدریں پوری تابانی و درخشانی کے ساتھ روشن و جلوہ گر تھیں۔ اسلامی قلم رَو کے تمام خطے اس کی آسائشوں اور برکتوں سے فیض یاب ہو رہے تھے۔ نظامِ حکومت عادلانہ تھا، سماجی و معاشی اور سیاسی تمام شعبوں میں عدل و انصاف کی کارفرمائی تھی۔

خصوصاً علم و ادب اور تہذیب و ثقافت کے حوالے سے دورِ بنوعباس انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ان سے پہلے خلافتِ راشدہ اور خلافتِ بنواُمیہ کے زمانے میں زیادہ تر توجہ فتوحات اور سلطنت کے انتظامی اُمور کی طرف تھی، لیکن خلافتِ عباسیہ میں خلفا کی توجہ جہاں سلطنت کے نظامِ عدل کی طرف تھی، وہاں علم و ادب خصوصاً سائنسی علوم کی ترویج و اشاعت کی طرف بہت زیادہ تھی۔ ہارون الرشید اور مامون الرشید کا دورِ خلافت اس کی نمایاں مثال ہے (جس پر ہم آئندہ شماروں میں بات کریں گے)۔

اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ علم و ادب کی ترقی کا آغاز دورِ بنواُمیہ میں ہوا اور اس کا نقطۂ عروج خلافتِ عباسیہ میں ہوا۔ علم و ادب کی وسعت اور انسانی اقدار کی آفاقیت و ہمہ گیری خلافتِ بنوعباس کا امتیاز و خصوصیت ٹھہری۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ بیان کرتے ہیں کہ: ''اس دور کی سب سے بڑی خصوصیت یہ کہ عباسیوں نے ایرانیوں اور عجمیوں کو اپنے ساتھ شامل کر کے اسلام کے بین الاقوامی غلبے کے لیے عالمی نظام بنایا۔ چناں چہ اس دور میں عرب اور غیر عرب مسلمان مل کر حکومتیں قائم کرتے رہے''۔ (کتاب شعور و آگہی)

کارپوریٹ فارمنگ کے ممکنہ اثرات

حالیہ مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی اب پچیس کروڑ نفوس سے تجاوز کر چکی ہے۔ اس آبادی کی بنیادی ضروریات ادنیٰ طریقے سے بھی پوری کرنے کے لیے ملکی معیشت کو سالانہ بنیادوں پر کم از کم تین فی صد سے بڑھنا انتہائی ضروری ہے۔ اس میں سب سے زیادہ اہمیت زرعی پیداوار کے تسلسل کو حاصل ہے۔ اشیائے صَرف کی قدر میں اضافے کے عمل میں پہلا قدم دراصل زرعی پیداوار کا ہی ہوتا ہے۔

ہماری نااہلی اور ناکامی کی طویل فہرست میں زرعی شعبے سے متعلق جدید تکنیکی اور تحقیقی عمل کا فقدان ہمیں خوراک کی مستقل عدمِ فراہمی کا شکار کر چکی ہے۔ چناں چہ بڑی اجناس میں پاکستان کی پیداواری اوسط دنیا کی اوسط کے نصف سے بھی کم ہے۔ صرف گندم کو ہی لے لیجیے جس میں ہماری کارکردگی قدرے بہتر ہے۔ اس میں پاکستان کی اوسط قریباً ایک ٹن اور ہمارے ہمسایہ ملک چین کی دو ٹن فی ایکڑ ہے۔

ہماری نااہلی کا یہ قصہ اب ایک دہائی پر محیط ہے اور آج ہماری خوراک کی صورت میں درآمدات سولہ ارب ڈالر تک جا پہنچی ہیں۔ یاد رہے یہ ایسی درآمدات ہیں جنھیں روکا نہیں جاسکتا۔ لوگ چائے کی درآمدات کا کہتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس مد میں سالانہ پچاس کروڑ ڈالر ادا کیے جاتے ہیں۔ اگر سارا پاکستان چائے پینا چھوڑ بھی دے پھر بھی ہماری درآمدی ضرورت ٹس سے مس نہیں ہوگی۔ ایک دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان 2022ء تک سالانہ بنیادوں پر آٹھ ارب ڈالر کے لگ بھگ اپنے بیرونی قرض میں اضافہ کر رہا تھا۔ اگر ہم نے زرعی شعبے سے یہ بے اعتنائی نہ برتی ہوتی تو شاید آج ہم پر اس قدر قرض نہ ہوتا اور ہماری بقا کو لاحق خطرات نسبتاً کم ہوتے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری مقتدرہ نے اس پہلو پر سوچنا شروع کر دیا ہے، لیکن ہمیشہ کی طرح یہاں بھی ٹیکنوکریٹس کے روپ میں عادی سرمایہ داروں نے وہ حل پیش کیا ہے جو یورپ اور امریکا اپنی معیشتوں میں عرصہ ہوا متعارف کروا چکے ہیں۔ وہاں شہری آبادیوں میں بے پناہ اضافے اور زرعی پیداوار میں کمی کے خطرات کی وجہ سے کمپنیوں کو ٹیکس کی چھوٹ اور آسان شرائط پر قرضے اور سبسڈی پر آلات کی فراہمی نے زرعی پیداوار کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کر دیا اور دنیا کارپوریٹ فارمنگ کے ثمرات سے متعارف ہوئی۔ اس کے برعکس پاکستان جیسے ملکوں میں صورتِ حال بالکل مختلف ہے۔ یہاں ایک بہت بڑی آبادی اس شعبے سے وابستہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے سے موجود افرادی قوت کی تکنیکی و فنی مہارت میں اضافے کی حکمتِ عملی بنائی جائے، نہ کہ انھیں ایک مشکل مقابلے سے دوچار کر دیا جائے، جہاں سب سے بڑا چیلنج انگریزی میں لکھے قوانین اور شنوائی کے لیے کمزور مقامی عدالتیں و انتظامیہ جو کارپوریٹ فارمنگ کے لبادے میں مقتدر قوتوں کی فرنٹ کمپنیوں سے کسان کے لیے حق لینے سے قاصر ہی رہیں گی۔ خلیجی ممالک نے اس منصوبے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے، ایسے میں حکومت کے ذمے زمین اور پانی کی فراہمی ہوگا اور بیرونی سرمایہ کار کی جانب سے سرمایہ اور تکنیکی مہارت متعارف کروائی جائے گی۔ (بقیہ: صفحہ 12 پر)

www.rahimia.org

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

جدہ امن کانفرنس

یوکرین کے بحران پر دو روزہ مذاکرات 5 تا 6/اگست 2023ء بروز ہفتہ اتوار کو سعودی عرب کے شہر جدہ میں منعقد ہوئے۔ جہاں شرکا نے امن کے لیے مشترکہ بنیاد بنانے کے لیے بین الاقوامی کوششیں جاری رکھنے پر زور دیا۔ سعودی وزیرِ مملکت اور قومی سلامتی کے مشیر مصدق بن محمد العیبان کی زیرِ صدارت ہونے والے اجلاس میں چین اور اقوامِ متحدہ سمیت 40 سے زائد ممالک اور بین الاقوامی اداروں کے سیکیورٹی مشیروں اور نمائندوں نے شرکت کی۔ یوکرین کے موجودہ صدر زیلنسکی نے اپنے امن فارمولے کا اعلان نومبر 2022ء میں 20 بڑی معیشتوں کے گروپ کے دو روزہ سربراہی اجلاس منعقدہ نوسا، دعا، بالی، انڈونیشیا (Nusa Dua, Bali, Indonesia) میں 15 تا 16/نومبر 2022ء میں کیا تھا۔ پلان میں مطالبہ دس نکات کی شکل میں کیا گیا تھا:

1۔ تابکاری اور نیوکلیئر سیفٹی: یوکرین میں یورپ کے سب سے بڑے نیوکلیئر پاور پلانٹ زیپوریزیا (Zaporizhzhia) کے اردگرد حفاظت کی بحالی پر توجہ مرکوز کی جائے، جو اَب روس کے زیرِ قبضہ ہے۔ 2۔ خوراک کی حفاظت: بہ شمول یوکرین دنیا کے غریب ترین ممالک کو اناج کی برآمدات کی حفاظت کو یقینی بنانا۔ 3۔ توانائی کی حفاظت: روسی توانائی کے وسائل پر قیمت کی پابندیوں پر توجہ مرکوز کرنے کے ساتھ ساتھ یوکرین کو اس کے پاور انفراسٹرکچر کو بحال کرنے میں مدد کرنا، جس میں سے نصف کو روسی حملوں سے نقصان پہنچا ہے۔ 4۔ تمام قیدیوں اور جلاوطن افراد کی رہائی: بہ شمول جنگی قیدی اور روس بھیجے گئے بچے شامل ہیں۔ 5۔ یوکرین کی علاقائی سالمیت کی بحالی: اور روس نے اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق اس کی تصدیق کی، جس کے بارے میں زیلنسکی نے کہا کہ ''مذاکرات پر منحصر نہیں ہے''۔ 6۔ روسی فوجیوں کا انخلا اور دشمنی کا خاتمہ: روس کے ساتھ یوکرین کی ریاستی سرحدوں کی بحالی۔ 7۔ انصاف: جس میں روسی جنگی جرائم پر مقدمہ چلانے کے لیے خصوصی ٹریبونل کا قیام بھی شامل ہے۔ 8۔ ماحولیاتی آلودگی کی روک تھام: ماحولیات کے تحفظ کو بحال کرنے پر توجہ دینے کی ضرورت کے ساتھ پانی کی صفائی کی سہولیات فراہم کرنا۔ 9۔ تنازعات میں اضافے کی روک تھام اور یورو-اٹلانٹک خلا میں حفاظتی ڈھانچے کی تعمیر: بہ شمول یوکرین کے لیے ضمانتیں۔ 10۔ جنگ کے خاتمے کی تصدیق: جس میں شامل فریقین کی دستخط شدہ دستاویز بھی شامل ہے۔

کانفرنس کا انعقاد کر کے امریکا نے کوشش کی کہ سعودی عرب جو امریکی اثر و رسوخ سے نکل کر خطے کی طاقتوں کے ساتھ مل کر مستقبل کے فیصلے کرنے کی طرف پیش قدمی کرنے لگا ہے، اس کے گرد دائرہ تنگ کیا جائے۔ اسے اس کردار سے روکا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں اتنی تعداد میں نمائندوں کو جمع کر کے اپنی سیاسی قوت کا اظہار کیا ہے۔

یوکرینی صدر نے تنازعے کی بنیادی وجہ کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی۔ حال آں کہ نیٹو جانتا ہے کہ جنگ کیوں شروع ہوئی؟ یوکرینی صدر کے پیشِ نظر یہ بات رہنی چاہیے تھی۔ یہ جتھہ یوکرین کو جو انتہائی مہنگے جنگی آلات فراہم کر رہا ہے، اس کا اس کے پاس کوئی قانونی جواز نہیں تھا۔

یوکرینی صدر کا فارمولا جس سیاسی سوچ کا مظہر دکھائی دیتا ہے، وہ نہ تو جنگ کا خاتمہ چاہتی ہے اور نہ ہی تنازعہ ختم کرنے کا کسی قسم کا کوئی عندیہ ظاہر کر رہی ہے۔ منصوبے میں بعض مطالبات جنونی قسم کے ہیں۔ گویا جنگ ہار کر بھی جیتنے کی معصومانہ خواہش کی گئی ہے۔ روس نے یوکرین کے علاقوں کو جس طرح ساتھ ملایا ہے، وہ ان کو کسی قیمت پر واپس نہیں کرے گا۔ نیٹو نے اپنے تمام وسائل جس طرح جنگ میں جھونکے تھے، اس کا مطلب تو روس کو شکست سے دوچار کرنا تھا، لیکن جنگ روس جیت رہا ہے۔ لہٰذا فیصلے جیتنے والے کی مرضی سے ہوتے ہیں، ہارنے والے کی تمناؤں اور خواہشات کے مطابق نہیں ہوتے۔ جنگ بندی کا مطالبہ روس کی طرف سے نہیں آیا۔ جو کیمپ مطالبہ کر رہا ہے، اسے پیچھے ہٹنا ہے اور اپنی جان بخشی کروانا ہے۔

ہارنے والوں کے غرور اور تکبر کی حالت یہ ہے کہ افریقا کا جو گروپ امن منصوبہ لے کر آیا تھا، اسے جس طرح بے وقعت کر کے واپس بھیجا تھا، وہ بھی اپنی نوعیت کا انوکھا واقعہ تھا۔ لہٰذا جس قسم کا منصوبہ پیش ہوا ہے، اس پر مِن وعَن عمل درآمد نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ روس نے جو فتوحات اور کامیابیاں سمیٹی ہیں، وہ ان سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ ان کامیابیوں میں یوکرینی فوجوں اور مغربی طاقتوں کا بھی عمل دخل اور فوجی کردار شامل ہے، جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

یوکرینی صدر نے جو اپنا 10 نکاتی منصوبہ پیش کیا تھا، اس میں کہا گیا ہے کہ روسی فوجوں کا انخلا اور یوکرینی سرحدوں کی بحالی کو یقینی بنانے اور روس پر جنگی جرائم پر مقدمہ چلانے کے لیے خصوصی ٹریبونل کا قیام عمل میں لایا جائے۔ ان نکات پر جدہ کانفرنس میں حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن شریک نمائندوں میں آلہ کار ممالک کے علاوہ مخالف فریق میں سے کسی نے حمایت نہیں کی۔ یہی وجہ تھی کہ زیلنسکی کا کہنا تھا کہ یہ کانفرنس کامیاب ہوئی ہے اور آئندہ سربراہان کو منصوبے میں شریک کرنے کا ذریعہ بنے گی۔ جب کہ روس نہ تو خود شریک ہوا اور نہ ہی اس کے کسی حمایتی نے ان نکات کی حمایت کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اب یورپ میں یہ بازگشت سنائی دینے لگی ہے کہ یوکرین میں کون سے افراد کے نام یوکرینی صدر کے متبادل کے طور پر موزوں ترین ہوں گے؟ یورپ کا کہنا ہے کہ یوکرین کو دیے گئے ہتھیاروں کو روس نے تباہ و برباد کر دیا ہے۔ امریکا جنگ ہار رہا ہے۔ زیلنسکی کے غائب ہونے کے نتیجے میں کون اس کی جگہ لے گا؟ اگر کوئی بھی جگہ لیتا ہے تو یہ روس کی فتح ہے، لیکن زیلنسکی کی جگہ لینے والا امریکی نہیں ہونا چاہیے۔ کیوں کہ اس سے جنگ ختم نہیں ہوگی، بلکہ مزید سازشیں جاری رہنے سے خطہ مستقل جنگ کی آماج گاہ بنا رہے گا۔

خطبات و بیانات

رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

زنگ آلود دِلوں کی صفائی اور ترقی میں ذکرُ اللہ کی اہمیت

4/ اگست 2023ء کو حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے جامعہ تعلیم القرآن، ریلوے مسجد، ہارون آباد، ضلع بہاولنگر میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

''دنیا کے قیام کا بڑا بنیادی سبب حضرت انسان ہے اور انسان کا اس دنیا میں قائم رہنے کا ذریعہ اور سبب کتابِ مقدس قرآن حکیم کی وہ تعلیمات ہیں، جو اللہ سے ہمارا تعلق قائم کرتی ہیں۔ وہ ہمیں اس کائنات کے مرکز اور محور خانۂ کعبہ سے جوڑتی ہیں۔ وہ اس پوری دنیا کا ایسا مرکز ہے، جس کے ذریعے اللہ تبارک و تعالیٰ کے انوارات اور فیوضات و برکات پورے کرۂ ارض کے انسانوں کے دل و دماغ پر منتقل ہو رہے ہیں۔ اللہ پاک نے خانۂ کعبہ کو ''انسانیت کے لیے بنایا گیا پہلا گھر'' فرمایا ہے۔ (3- آلِ عمران: 96) انسان دنیا میں جہاں بھی پھیل جائے، جب بھی اپنی اصل فطرت کی طرف متوجہ ہوگا تو اُس کا دل خانۂ کعبہ کی طرف کھنچے گا۔ اس سے پہلے انسان کا اصلی گھر جنت تھا۔ خانۂ کعبہ انسان کو اُس جنت کے اصل گھر کی یاد دلانے کے لیے واسطہ ہے۔

اسی طرح مدینہ منورہ بھی انسانوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس لیے کہ یہاں جبرئیل امین علیہ السلام جو وحی لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ کے قلبِ اطہر پر اُسے نازل کیا، اُس کا ایک خاص رشتہ اور ایک تعلق ہے۔ اُس تعلق کی وجہ سے مدینہ کے اندر بھی ایک خاص کشش پائی جاتی ہے۔ کتابِ مقدس قرآن حکیم دنیا میں اس لیے نازل ہوئی ہے کہ انسانی دلوں کو مشرکینِ مکہ کے شرک اور کفر و ظلم کے نظام کی وجہ سے جو زنگ چڑھ چکا تھا، اُسے صاف کیا جائے۔ ایسے انسانوں کی اصل انسانیت بحال کی جائے، تا کہ اپنے مرکز کی طرف اُن کا کھنچاؤ اور جذب صحیح ہو جائے۔ انسانی دل زنگ آلود ہو چکے ہیں، کھنچ نہیں رہے۔ مقناطیس تو اپنی طاقت سے انسانی دلوں کو کھینچتا ہے، لیکن لوہے میں لوہے کی بات نہ رہے، زنگ آلود ہو تو وہ کیسے کھنچے گا؟ اسی طرح خانۂ کعبہ کے انوارات تو انسانیت کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں، لیکن انسانی دل، جن پر گناہوں، ظلم و کفر، شرک، انسانیت دشمنی، بداخلاقی، انسانوں کو نقصان پہنچانے، حسد، کینہ اور بغض عداوت کا زنگ چڑھ جاتا ہے، ان کو قرآن حکیم کی تعلیمات صاف و شفاف کر دیتی ہیں۔

ہر چیز کا ایک ریگ مال ہوتا ہے، جو اُس کی صفائی، زنگ آلودگی کو ختم کرتا ہے۔ انسانی دلوں کا ریگ مال ذکرُ اللّٰہ (اللہ کا ذکر) ہے۔ قرآن حکیم بھی ذکر اللہ ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ہم نے آپؐ پر ایک ذکر نازل کیا ہے، جو دلوں کو صیقل کرتا ہے، صفائی کرتا ہے۔ یہ ذکر اور وحی بڑے واضح دلائل کے ساتھ، بہت دو ٹوک تحریر، کتاب اور معاہدے کی صورت میں نازل ہوا ہے۔ رسول اللہ ؐ کے قلب اطہر پر نقش ہوا ہے۔ پھر صحابہؓ کے قلوب پر نقش ہوا ہے اور آج تک سینوں سے سینوں میں نقش ہوتا چلا آ رہا ہے''۔

خانۂ کعبہ کی مرکزیت اور انسانیت کے لیے اس کے انوارات

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

''پچھلے دنوں دنیا کے کچھ محققین نے تحقیق کی ہے کہ مسلمانوں کا انسانیت اور کرۂ ارض پر بڑا اِحسان ہے۔ مسلمان نہ ہوتے تو یہ زمین، یہ انسانیت تباہ و برباد ہو جاتی۔ کیوں کہ مسلمان جب خانۂ کعبہ کے گرد طواف کرتا ہے، تو حجرِ اسود اور کعبہ سے ایسی نورانی اور مقناطیسی شعاعیں پھوٹتی ہیں، جو پورے کرۂ ارض کا احاطہ کر لیتی ہیں۔ اگر طواف ایک لمحے کے لیے بھی رُک جائے تو یہ شعاعیں نکلنی بند ہو جائیں۔

انسانی قلب کا خانۂ کعبہ کی عمارت اور حجرِ اسود کے ساتھ ایک ایسا رشتہ ہے کہ انسان اس کا مسلسل طواف کرتا رہتا ہے، جس لمحے طواف رُکتا ہے تو نماز پڑھتا ہے اور اپنے دل کو خانۂ کعبہ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اُس کے نتیجے میں خانۂ کعبہ سے تہہ بہ تہہ شعاعیں اور مقناطیسی لہریں نکلتی ہیں، جس سے پوری کائنات ریچارج ہو جاتی ہے۔ اُس میں نئے سِرے سے توانائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر یہ چارجنگ رُک جائے تو کرۂ ارض بھی فارغ ہو جائے۔ انسان بھی انسان نہ رہیں، کچھ اَور بن جائیں اور قیامت آ جائے۔

انسانی دل، خانۂ کعبہ اور حجرِ اسود کا آپس میں ایکشن ری ایکشن ہوتا ہے، یعنی انسان ان کی طرف توجہ کرے گا تو وہاں سے نورانی لہریں آئیں گی، اگر توجہ ہی نہ کرے تو وہ نہیں آئیں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے آسمان سے زمین تک ایک نور کی رسّی پھینک رکھی ہے، جو آدمی اس کو مضبوطی سے پکڑ لے گا، وہ کامیاب ہوگا، وہ صحیح انسان بنے گا۔ اور جو نہیں پکڑے گا، وہ انسان نہیں ہے، وہ اس کرۂ ارض کا فضلہ ہے۔ یہ نور کی رسّی اسی خانۂ کعبہ میں ہے۔ اس لیے ایک مسلمان سے کہا گیا کہ اگر وہ خانۂ کعبہ کے قریب نہیں ہے، طواف نہیں کر سکتا تو اپنے اپنے علاقے میں کم از کم پانچ وقت خانۂ کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرے، اس میں خانۂ کعبہ کی شعاعیں پڑیں اور اُس کو زندگی عطا کریں اور اُس کو انسان بنائیں۔ اس لیے نمازی انسان 'حقیقی انسان' ہوتا ہے۔ جو نماز نہیں پڑھتا تو ظاہر ہے وہ انسانیت سے دور چلا گیا۔

اس لیے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھیں گے کہ نماز پڑھی تھی؟ یعنی اُس مرکز سے تعلق قائم کیا تھا، جہاں سے تمھاری انسانیت برقرار ہونی تھی؟ پھر اس نماز کے ساتھ ساتھ یہ بھی سوال ہوگا کہ کیا نماز پڑھنے کے نتیجے میں تمہارے دلوں پر یتیم، مسکین اور غریب کے مسئلے حل کرنے کے جو اثرات مرتب ہونے چاہئیں تھے، وہ بھی پیدا ہوئے تھے کہ نہیں؟ نماز تو پڑھی، لیکن عدل و انصاف کا انکار کیا، مسکینوں اور یتیموں کے حقوق ادا نہ کیے تو وہ نماز کس کام کی؟ قرآن حکیم میں جہاں بھی نماز کا ذکر آیا ہے، ساتھ ہی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز اُس وقت تک مکمل نہیں ہوگی، جب تک کہ دوسرے انسانوں پر خرچ کرنے کے لیے انسان زکوٰۃ اور صدقات نہیں دیتا۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں''۔

www.rahimia.org

غلبۂ دین اور اس کی حفاظت کا جماعتی نظام

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرآن حکیم کی حفاظت کی ذمہ داری سے مراد یہ ہے کہ جیسے جبریل علیہ السلام نے بہت ہی محفوظ طریقے سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قلبِ اطہر پر اسے نازل کیا تھا، ایسے ہی بڑی حفاظت کے ساتھ آپؐ نے اپنے سینے سے حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علی المرتضیٰؓ کے سینوں ور دیگر صحابہ کرامؓ کے دلوں میں پوری طرح مِن وعَن منتقل کر دیا۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دین کی حفاظت کا کام ہر نبی کے نائبین اور خلفا کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہر نبی کے ’’حوارِیّین‘‘ (مخلص نائبین) ہوتے ہیں، میرے بھی حواری ہیں، اس سلسلے میں آپؐ نے چند صحابہ کرامؓ کا نام بھی لیا۔ (ترمذی: 3745) یہ لوگ دین کی حفاظت کے لیے پورے خلوص کے ساتھ اپنے نبی کے مشن کو ہر حال میں برقرار رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے سینے رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے صاف شفاف ہوئے اور انھوں نے آگے چل کر وہی کام کیا جو آپؐ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کیا۔

اس لیے آپؐ نے فرمایا کہ: ’’خبردار! میرے صحابہ کے بارے میں زبان درازی مت کرنا، جو اِن سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض رکھے گا، جو اِن سے محبت رکھے گا وہ مجھ سے محبت رکھے گا‘‘۔ (ترمذی: 3862) صحابہ کرامؓ دین کے غلبے کے لیے کام کرنے والے حواری ہیں۔ صحابہؓ سے بغض ہو اور کسی ایک صحابی کو من چاہی بنیادوں پر مان لیا جائے اور باقی صحابہ کا انکار کر دیا جائے تو یہ دراصل رسول اللہ ﷺ کا انکار ہے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ نہ صرف صحابہ کرامؓ، بلکہ ان کے بعد تابعینؒ نے بھی قرآن حکیم کے نور اور نبی ﷺ کے مشن کو سینوں سے سینوں میں منتقل کیا ہے۔ چناں چہ ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد عطا بن ابی رباحؒ اور طاؤسؒ تھے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے صحبت یافتہ اسود بن یزیدؒ، علقمہ بن قیسؒ، ابراہیم نخعیؒ، امام اعظم امام ابوحنیفہؒ، اسی طرح حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ کے تربیت یافتہ سعید بن مسیّبؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ وغیرہم تک علومِ قرآنی منتقل ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت تک ہمیشہ ایک جماعت حق پر برقرار رہے گی (مسلم: 4950)، جو حفاظتِ قرآنی کا کام کرے گی۔ قیامت تک ایسے انسان ہر دور میں پیدا ہوتے رہیں گے جو قرآن کی حفاظت کریں گے، اس کو سمجھیں سمجھائیں گے، اس کا عملی نظام قائم کریں گے۔ یہی وہ سلسلہ ہے جو حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تک منتقل ہوا۔ آپؒ نے دارالعلوم دیوبند قائم کیا۔ اسی کی اساس پر مدارس و مکاتب کا یہ سلسلہ قائم ہوا، دروسِ قرآن کے سلسلے شروع ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے مکاتبِ قرآن کے طریقے اور اس کے منہج طے کیے۔ اسی کی اساس پر دورہ ہائے تفسیر کے حلقے قائم ہوئے، جس کا بنیادی مقصد اس نورِ الٰہی کتابِ مقدس کی حفاظت تھا۔ آج بھی اگر یہ مقصد پیشِ نظر ہے تو انبیا کی وراثت ہے اور اگر یہ نہیں ہے تو محض رسم اور مفادات اٹھانا ہے‘‘۔

دین کی حفاظت مسلمانوں کے ذمے ایک فریضہ ہے

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’دین کی ذمہ داری کوئی پیشہ یا کاروبار نہیں ہے۔ دین منتقل کرنا ایک فریضہ ہے۔ ہر طالبِ علم سمجھے اور قرآن حکیم کو اسی طرح مِن وعَن سیکھے کہ جیسے اُس کی تعلیمات رسول اللہ ﷺ، صحابہؓ اور تابعینؒ سے منتقل ہوتی آ رہی ہیں، اُسی طرح سمجھ گیا اور اُسی کے مطابق آگے دعوت دینے، منتقل کرنے کا کردار ادا کر رہا ہے۔ تب تو وہ سچا طالبِ علم ہے۔ اور اگر ایک کان سے سنا اور دوسرے کان سے نکال دیا، تو یہ طالبِ علمی نہیں ہے۔

صلاحیت پیدا کرو، علم کو سمجھو، کسی علم میں دین و دنیا کی تقسیم نہیں ہوتی۔ ایک ڈاکٹر بھی انسانیت کی خدمت کی نیت سے کام کرتا ہے تو یہ بھی ایک انسانی خدمت سرانجام دیتا ہے، دینی کام ہے۔ ایک پروفیسر بھی، ایک انجینئر بھی، ایک کمپیوٹر کا ماہر بھی، ہر فرد جو اللہ کی رضا اور انسانیت کی خدمت کے لیے کام کرتا ہے، تو گویا کہ وہ فریضہ ادا کر رہا ہے۔

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس بندے کو پسند کرتا ہے کہ جو اپنے شعبے میں مہارت حاصل کرے۔ غیر ماہر عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ دین کا علم بھی اچھی طرح پوری مہارت سے حاصل کریں۔ اُس کی مہارت آپ کے عمل، کردار، آپ کے اجتماع اور نظام سے واضح ہو۔ ورنہ تو بس زبان سے قرآن پڑھ لیں اور اُس پر عمل نہ کریں، محض زبان کے حافظ قرآن ہوں، تو وہ نتیجہ کیا پیدا کرے گا؟

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میں نے خواب دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے۔ انھوں نے میرے ہاتھ تھام لیے اور وہ... مجھے ایسے شخص کے پاس لائے جو سر کے بل لیٹا ہوا تھا اور دوسرا شخص ایک بڑا سا پتھر لیے اس کے سر پر کھڑا تھا۔ اس پتھر سے وہ لیٹے ہوئے شخص کے سر کو کچل دیتا تھا۔ جب وہ اس کے سر پر پتھر مارتا تو سر پر لگ کر وہ پتھر دور چلا جاتا اور وہ اسے جا کر اٹھا لاتا۔ ابھی پتھر لے کر واپس بھی نہیں آتا تھا کہ سر دوبارہ درست ہو جاتا۔ بالکل ویسا ہی جیسا پہلے تھا۔ واپس آ کر وہ پھر اسے مارتا۔... میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو انھوں نے کہا: ... وہ ایک ایسا انسان تھا جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا لیکن وہ رات کو پڑا سوتا رہتا اور دن میں اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔ اسے یہ عذاب قیامت تک ہوتا رہے گا‘‘۔ (صحیح بخاری: 1386)

جو قرآن حکیم پر عمل کرے گا، اُس کے اور اُس والدین کے پاؤں کے نیچے فرشتے پر بچھاتے ہیں اور جو عمل نہ کرے، قرآن فروشی کرے تو اُس کے لیے پتھر والا فرشتہ تیار ہے۔ اس لیے دونوں باتیں (ثواب اور عذاب) سامنے رکھ کر اپنی نیت درست کریں، اپنے آپ کو درست کریں تو یقیناً اس نورِ الٰہی سے ہم سب فیض یاب ہوں گے۔ اور اگر ہمارے اَخلاق درست نہ ہوئے، ہماری صلاحیت صحیح نہ ہوئی، تو بڑا ڈر ہے کہ ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن حکیم کے ساتھ سچی وابستگی اختیار کرنے اور اس کے مطابق کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے‘‘۔ (آمین!)

www.rahimia.org

وفیات

تحریر: مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے متوسل

حضرت مولانا نورمحمد خاں میواتی (چندینیؒ) کا سانحۂ ارتحال

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے دوسرے مسند نشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے متوسل حضرت مولانا نورمحمد خاں میواتیؒ (ساکن چندینی) ۱۵/ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ/ 3/ اگست 2023ء بروز جمعرات کو مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ (آمین!)

مولانا نورمحمد مرحوم کے آباؤ اجداد میوات کے گاؤں ''بینجوپور''، ضلع فرید آباد کے باشندے تھے، جو بعد میں قصبہ ''چندینی'' منتقل ہو گئے اور اسی قصبے کے ایک متمول گھرانے میں 1933ء میں آپؒ کی پیدائش ہوئی۔ آپؒ کے والد کا نام حشمل خاں تھا، جو زراعت پیشہ شخص تھے۔ ان کے پاس بڑی زمینیں تھیں۔ گھر میں پہلے تعلیم کا کوئی خاص ماحول واہتمام نہیں تھا، مگر انھوں نے اپنے فرزند کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی۔

مولانا مرحوم نے ابتدائی تعلیم قصبہ چندینی کے حافظ محمد یوسف خاںؒ سے قرآن حکیم پڑھا۔ مکتب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ انھوں نے سکول کی تعلیم قصبہ نوح کے مشہور تعلیمی ادارے برین میو ہائی سکول سے درجہ پنجم تک حاصل کی۔ اس کے بعد دہلی میں حضرت مولانا رحیم شاہ میواتیؒ (متوسل حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ) کے ادارے مدرسہ دعائیہ بارہ ٹوٹی صدر بازار دہلی میں ایک سال پڑھتے رہے۔ پھر حضرت مولانا عبدالسبحان خان میواتیؒ (متوسل حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ) کے قائم کردہ مدرسہ سبحانیہ محلّہ قصاب پورہ دہلی میں مشکوٰۃ شریف تک تعلیم حاصل کی۔ پھر دورۂ حدیث مدرسہ امینیہ دہلی میں پڑھا اور فراغت حاصل کی۔

مدرسہ سبحانیہ میں بزرگانِ رائے پور، خاص طور پر قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی آمد و رفت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا تھا۔ چناں چہ مولانا نور محمدؒ بھی اپنے مکرم استاد حضرت مولانا عبدالسبحان میواتیؒ کے حسبِ ہدایت حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت رائے پوریؒ سے بیعت کا واقعہ حضرت مولانا نے ہمیں بھی رائے پور کے قیام کے زمانے میں کئی دفعہ سنایا تھا کہ:

''ایک دن حضرت رائے پوریؒ دہلی میں تشریف لائے ہوئے تھے، اسی موقع سے ہم دونوں (مولانا نور محمد اور مولانا محمد الیاس میواتیؒ) کو حضرت مولانا عبدالسبحان خانؒ نے صبح ہی غسل کرنے کا حکم دیا اور نمازِ فجر کے وقت حضرت رائے پوریؒ کے سامنے پیش کر دیا اور حضرت رائے پوریؒ نے ہمیں بیعت فرما لیا''۔

اس کے بعد مولانا مرحوم کا رائے پور سے ایسا تعلق ہو گیا کہ پورا رمضان المبارک وہیں قیام ہوا کرتا اور حضرت رائے پوریؒ کی صحبت سے استفادہ ہوا کرتا۔ مولانا نور محمدؒ کو حضرات مشائخ رائے پورؒ سے بہت محبت و عقیدت تھی۔ حضرتؒ کا تذکرہ اکثر وردِ زبان ہوتا۔ مولانا مرحوم نے اس کے بعد ہمیشہ رائے پوری اشغال و اذکار میں سارا وقت گزارا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے وصال (1962ء) کے بعد اُن کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سے بدستور تعلق قائم رکھا۔ اس کے بعد حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کا جتنی مرتبہ بھی رائے پور میں قیام ہوا، آپؒ نے حضرتؒ کی خدمت میں آ کر وقت گزارا۔

حضرتؒ کے 1988ء کے سفر میں راقم سطور بھی ساتھ تھا۔ اس دوران حضرت مولانا نور محمدؒ کا تین مہینے تک خانقاہ میں ہی قیام رہا۔ اس دوران حضرتؒ کی نسبت سے راقم سطور کے ساتھ بھی مولاناؒ کا بڑا گہرا تعلق ہو گیا۔ آپؒ ہمیشہ شفقت اور مہربانی کا معاملہ فرماتے تھے۔ بڑی دلچسپی سے علما کی جدوجہد اور کاوشوں کا تذکرہ کرتے تھے۔ بزرگانِ رائے پور اور مشائخ دیوبند و سہارن پور و گنگوہ کا تذکرہ اُن کی زبان پر رہتا تھا۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے وِصال (1992ء) کے بعد اُن کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ سے بھی بدستور محبت اور تعلق کا سلسلہ قائم رہا۔ حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے 1999ء سے 2009ء تک ہندوستان کے جتنے اسفار بھی کیے، اس دوران خانقاہِ رائے پور اور مدرسہ سبحانیہ قصاب پورہ دہلی میں ہی آپؒ کا قیام رہا۔ حضرت مولانا مرحوم زیادہ تر ہمارے ساتھ ہی قیام فرما رہے۔ رائے پور کی نسبت سے بہت ہی محبت اور تعلق کا اظہار کیا کرتے تھے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد عام دستور کے مطابق مولاناؒ بھی تعلیم و تعلّم کے مشغلے سے منسلک ہو گئے اور بالترتیب کئی مقامات پر تدریسی خدمات انجام دیں۔ جامعہ رحیمیہ مہندیان (قبرستان امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ) دہلی، مدرسہ درگاہ شیخ موسیٰ نوح میوات اور حوض رانی دہلی میں امامت کے ساتھ تدریس کا عمل بھی جاری رکھا۔ درس و تدریس کا سلسلہ زیادہ طویل نہ ہو سکا کہ مولانا نور محمد خاںؒ نے اوقاف سے وابستہ ہو کر اپنی عملی زندگی کا باضابطہ آغاز کیا۔ مولانا مرحوم نے تبلیغی جماعت میں بھی وقت لگایا تھا۔ اس سلسلے کے کئی واقعات راقم سطور کو بڑی تفصیل سے انھوں نے سنائے تھے۔ میواتی حضراتؒ کی حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کے خاندان بالخصوص مولانا محمد یوسف کاندہلویؒ اور اُن کے صاحبزادے مولانا محمد ہارون کاندہلویؒ (والد گرامی مولانا محمد سعد کاندہلوی، موجودہ تبلیغی امیر مرکز نظام الدین ہندوستان) سے محبت اور تعلق کے حوالے سے کئی واقعات سنائے تھے۔ اس سلسلے میں انھوں نے جو رسائل اور اشتہارات شائع کیے تھے، وہ بھی راقم سطور کو عنایت کیے تھے۔ اس سلسلے میں وہ ایک مستقل مؤقف رکھتے تھے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کو تقسیمِ ہند کے بعد مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کی مساجد اور اوقاف کو واگزار کرانے اور وہاں مسلمانوں کو آباد کرنے کے لیے بڑی فکر لگی رہتی تھی۔ آپؒ نے متعدد حضرات کو اس کام پر لگایا۔ آپؒ کی اس فکر کے مطابق حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ (متولّی خانقاہِ رائے پور) اور آپؒ کے خلفا میں سے مولانا افتخار الحسن کاندہلویؒ نے اس حوالے سے بڑی کوشش کی۔ حضرتؒ ہی کی

www.rahimia.org

خواہش پر مولانا نور محمد خاں میواتیؒ نے اپنی جد و جہد کا محور و مرکز ہریانہ، پنجاب اور ہماچل پردیش کی وقف اراضی کی واگزاری کو بنایا۔ تقسیمِ ہند کے ہولناک واقعات سے جو علاقہ سب سے زیادہ متأثر ہوا، وہ میوات، راجستھان، پنجاب اور ہریانہ کا تھا، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی مساجد اور اوقاف کا پورا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا تھا۔ یہ علاقے تقریباً مسلمان آبادی سے خالی ہو گئے تھے۔ 1954ء میں مسلمانوں کے مخلص حضرات نے بے پناہ کوششیں کیں، جس کے نتیجہ میں انڈین پارلیمنٹ نے مسلم اوقاف کے انتظام کے لیے ''سینٹرل وقف ایکٹ'' پاس کیا، جس کے تحت پنجاب میں ستمبر 1960ء کو ''پنجاب وقف بورڈ'' کا قیام عمل میں آیا۔ مولانا نور محمدؒ پنجاب وقف بورڈ کے قیام کے روزِ اوّل سے ہی اس سے وابستہ ہو گئے تھے۔ چناں چہ 1960ء میں ہی مولاناؒ کو وقف بورڈ کی جانب سے جامع مسجد فرید آباد میں بہ طور امام و خطیب مقرر کر دیا گیا۔

مولاناؒ ایک طویل عرصے تک نگران امورِ مساجد ہریانہ، پنجاب و ہماچل پردیش بھی رہے اور ان تینوں ریاستوں میں آپؒ کی کوششوں کو بڑا دخل ہے۔ مولاناؒ فرمایا کرتے تھے کہ: ''میں نے کبھی بھی انتظامیہ کے ساتھ ٹکراؤ کی شکل پیدا نہیں ہونے دی اور ہمیشہ حکمتِ عملی کے ساتھ انتظامیہ اور افسران سے اوقاف کے کام میں تعاون حاصل کیا''۔

مولانا نور محمدؒ نے جمعیت علمائے ہند کے ساتھ وابستہ ہو کر اُجڑے ہوئے لوگوں کو واپس اُن کے گھروں میں بسانے اور آباد کرنے میں بڑا کردار ادا کیا۔ میوات میں ''پھر بساؤ تحریک'' کا کام جاری تھا۔ مولاناؒ کی جد و جہد کا محور صرف میوات ہی کا علاقہ نہیں تھا، بلکہ ہریانہ و پنجاب کے دیگر علاقوں میں بھی ان کی کوششیں نمایاں تھیں۔

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کو فتنۂ قادیانیت کے قلع قمع کی بھی بڑی فکر رہتی تھی۔ آپؒ نے جہاں مولانا علی میاں ندویؒ سے قادیانیت کے خلاف کتاب لکھوائی، وہاں اپنے متعلقین کو اس فتنے کے خلاف جد و جہد کا بھی ارشاد فرمایا۔ چناں چہ مولانا نور محمد میواتیؒ حضرتؒ کے ارشاد پر فتنۂ قادیانیت سے متأثر ہوئے لوگوں کو تلاش کر کے انھیں سمجھاتے اور ان کو توبہ کرواتے۔ میوات میں جب یہ فتنہ پاؤں پسارنے لگا اور تعلیم یافتہ طبقے تک کو بھی اپنے زیرِ اثر لینے لگا تو مولانا کی طبیعت بے چین ہو گئی، مولانا اپنا سب کچھ تیاگ کر اس فتنے کی سرکوبی میں دن رات منہمک رہتے، دور دراز کے سفر کرتے، جس شخص کے بارے میں علم ہوتا کہ وہ اس فتنے سے متأثر ہے، اس کے گھر جاتے، اس کو سمجھاتے، اس کی منتیں کرتے اور توبہ کراتے۔ جو اُن کی بات ماننے سے انکار کرتا تو اپنے اثر و رسوخ تک کا استعمال کرنے سے دریغ نہ کرتے۔ ''مجلس احرارِ اسلام ہند'' کے ساتھ وابستہ ہو کر مولاناؒ نے میوات کے علاقے میں بڑا کام کیا۔

1982ء میں مولاناؒ کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ مولانا مرحوم نے زندگی نہایت ہی سادہ گزاری، کبھی کسی کے سامنے اپنی کامیابیوں اور خدمات کا تذکرہ نہیں کرتے تھے۔ 90 سال سے زائد عمر پائی اور پوری زندگی دین کی خدمت میں گزار دی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور اُن کی قبر پر ابرِ رحمت فرمائے۔ (آمین!)

رفتارِ کار — رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی دو مایۂ ناز کتابوں کی

تقریبِ رونمائی

الحمد للّٰہ! ''رحیمیہ مطبوعات'' کی جانب سے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور اُن کے سلسلے کے علمائے ربانیین کی کتابوں کی جدید اسلوب پر اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی سلسلے میں ''رحیمیہ مطبوعات'' نے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی حال ہی میں دو کتابوں کی اشاعتِ جدید کی سعادت حاصل کی ہے:

1۔ المقدّمہ فی قوانین التّرجمہ و مقدّمہ فتح الرّحمٰن بترجمة القرآن

یہ کتاب امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے دو رسائل پر مشتمل ہے۔ یہ دونوں رسائل فنِ ترجمہ میں ہونے والی اَغلاط اور کوتاہیوں کی نشان دہی کرتے ہوئے قرآنی ترجمہ نگاری کے ایک جامع اور بہترین اسلوب کا تعین کرتے ہیں۔ ان رسائل کے قلمی نسخوں کی مدد سے اصل فارسی متن کی تحقیق اور ان کے اُردو ترجمے کا کام حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری صدر نشین سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور نے کیا ہے۔ یہ کتاب ستمبر 2016ء میں ''قرآنی ترجمہ نگاری کی اہمیت اور اُصول و قوانین'' کے عنوان سے پہلی بار شائع کی گئی تھی۔ اب اس کی دوسری اشاعت دو الگ الگ نئے مخطوطات کے سامنے آنے پر مزید تحقیق کے ساتھ کی گئی ہے اور ان کے اصل ناموں کو ہی کتاب کا ٹائٹل بنایا گیا ہے۔

2. فیوض الحرمین – الشّریفین – مع شرح کنوز البلدین الکریمین

''فیوض الحرمین'' امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے سفرِ حرمین شریفین (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ) کے دوران مشاہدات و فیوضات پر مشتمل آپؒ کی تصنیف ہے۔ حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مختلف نسخوں اور طباعتوں سے موازنہ و مقارنہ کر کے اس کا تصحیح شدہ متن مرتب کیا اور ''کنوز البلدین الکریمین'' کے نام سے عربی میں ہی شرح لکھی ہے۔

ان دونوں کتابوں کی تقریبِ رونمائی ۲۶/محرم الحرام ۱۴۴۵ھ/14/اگست 2023ء بروز سوموار کو ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے العزیز بلاک میں منعقد ہوئی، جس میں شارح کتاب حضرت آزاد رائے پوری، ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن، مولانا مفتی محمد مختار حسن، مولانا مفتی محمد اشرف عاطف اور ڈاکٹر راؤ عبدالرحمٰن مدظلہم کے ساتھ ساتھ کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ تقریب میں سب سے پہلے مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن نے مذکورہ دونوں کتابوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور حضرت آزاد رائے پوری کی علمی و تحقیقی کاوشوں کو سراہتے ہوئے انھیں شاہ صاحبؒ کے علوم و معارف کے حوالے سے کام کرنے پر خراجِ تحسین پیش کیا۔ اس کے بعد حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے ان کتابوں پر اپنی تحقیق و تدقیق، ترجمہ اور شرح کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

تقریب کے اختتام سے قبل حضرت آزاد رائے پوری مدظلہ نے ڈائریکٹر ایڈمن ادارہ مولانا مفتی محمد مختار حسن کی صاحبزادی کا نکاح پڑھایا۔ اس کے بعد حضرت مدظلہ کے دستِ مبارک سے سینئر احباب نے کتاب ''فیوض الحرمین'' کے نسخے وصول کیے۔ تقریب کا اختتام شارحِ کُتب حضرت آزاد رائے پوری مدظلہ کی دعا کے ساتھ ہوا۔

www.rahimia.org

Monthly **RAHIMIA** Lahore CPL No. 59

رفتارِ کار

رپورٹ: انیس احمد سجاد، لاہور

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کوئٹہ کیمپس کا افتتاح

الحمدللہ ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ ٹرسٹ لاہور کا 2001ء سے شروع ہونے والا سفر کراچی، سکھر، صادق آباد، ملتان، راولپنڈی، اسلام آباد اور پشاور سے ہوتا ہوا ۲۸ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ / 16 اگست 2023ء کو کوئٹہ پہنچ گیا۔ اسی کے ساتھ الحمدللہ ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ ٹرسٹ لاہور کے تمام صوبائی دارالحکومتوں میں کیمپسز کا قیام مکمل ہوگیا۔

16 / اگست بروز بدھ وہ مبارک دن تھا کہ جس روز ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ ٹرسٹ لاہور کے کوئٹہ کیمپس کا افتتاح تھا۔ افتتاحی تقریب کے مہمانِ خصوصی حضرتِ اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ العالی جانشین حضرت رائے پوری رابعؒ تھے، جب کہ دیگر مہمانانِ گرامی میں سرپرست ادارہ حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن، صدر ادارہ حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی، ڈائریکٹر ایڈمن ادارہ حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن، حضرت مولانا صاحبزادہ سید رشید احمد، حضرت ڈاکٹر سیّد لیاقت علی شاہ معصومی، حضرت مولانا عبداللہ عابد سندھی، حضرت مولانا مفتی سیّد محمد انور شاہ مدظلہم (مجازین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ) سمیت صوبہ سندھ و بلوچستان کے صوبائی و ریجنل ذمہ داران شامل تھے۔

حضرت اقدس آزاد رائے پوری مدظلہ، ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن، مولانا مفتی نعمانی اور مولانا مفتی مختار حسن بروز منگل لاہور سے کوئٹہ پہنچے۔ ائیرپورٹ پر دوستوں نے پُرتپاک استقبال کیا۔ اگلے ہی روز بدھ سہ پہر چار بجے ادارہ کی افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا، جس کی نظامت ڈاکٹر قدرت اللہ اور صدارت حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہ نے فرمائی۔ تقریب کا آغاز مولانا مسعود احمد (چمن) کے تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد مولانا مفتی محمد مختار حسن مدظلہٗ نے ''ادارہ رحیمیہ کے نام کا پسِ منظر اور مقاصد'' پر خطاب فرمایا۔ ان کے بعد ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن مدظلہٗ نے خطاب کرتے ہوئے دین میں مراکز کے قیام اور ان کی اہمیت کے تناظر میں مفصل گفتگو فرمائی۔

ان کے بعد تقریب کا مرکزی خطاب مہمان خصوصی حضرتِ اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے مسجدِ نبوی ﷺ اور مسجدِ ضرار کے قیام، مقاصد اور نتائج کی روشنی میں گفتگو فرمائی۔ اس تناظر میں دارالعلوم دیوبند کے قیام کے مقاصد و اہداف اور ادارہ رحیمیہ کے قیام کے حوالے سے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری (بانی ادارہ) کی جدوجہد پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد صدر ادارہ مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ نے تمام مہمانان گرامی اور حاضرین کا شکریہ ادا فرمایا اور اس طرف توجہ دلائی کہ اس ادارے کو اس کے مقاصد کے تحت آگے بڑھانا اور اور کوئٹہ کیمپس کو آباد رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کے بعد مہمانِ خصوصی حضرت آزاد مدظلہٗ نے دیگر مہمانانِ گرامی کے ساتھ اِدارے کی افتتاحی تاریخی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا فرمائی جس کے ساتھ اس مبارک تقریب کا اختتام ہوا۔

دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از حضرت مفتی عبدالقدیر شعبۂ دارالافتا ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

سوال (الف) نمازِ وتر اور نمازِ تہجد کا بہترین وقت کون سا ہے؟ (ب) نمازِ وِتر کی رکعات میں کون کون سی سورتیں پڑھنی چاہئیں؟ سائل: ابوذر چشتیاں

جواب (الف) نمازِ عشا کے بعد جو نوافل پڑھیں، وہ صلوٰۃ اللیل یا نماز تہجد میں داخل ہیں۔ تہجد کا افضل وقت رات کا آخری حصہ ہے، جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے۔ البتہ وتر کی نماز میں حکم یہ ہے کہ جس شخص کی عادت تہجد پڑھنے کی ہو، یا اسے اعتماد ہو کہ وہ تہجد میں بیدار ہو جائے گا، اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ وتر کی نماز کو تہجد کے وقت تک مؤخر کرے۔ بہتر صورت اس میں یہ ہے کہ پہلے نمازِ تہجد ادا کرے، اس کے بعد وتر کی نماز پڑھے۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول اسی طرح تھا۔ اور جسے تہجد کے وقت اپنے آپ پر بیدار ہونے کا یقین نہ ہو، اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ نمازِ عشا کے ساتھ ہی نماز وتر ادا کر لے اور نوافل تہجد اگر پڑھے تو وتر بعد میں ادا کرے۔ (ب) جامع ترمذی کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ وتر میں پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ، دوسری رکعت میں سورت کافرون اور تیسری رکعت میں سورت اخلاص ایک بار پڑھتے تھے۔ (جامع ترمذی، باب الوتر، حدیث: 642) فرض اور وتر میں کسی سورت کا تکرار مناسب نہیں۔

سوال زید نے عمر کو -/40000 چالیس ہزار روپے دیے تاکہ وہ مسجد کے احاطہ میں مستقل ایک کمرہ تعمیر کرلے اور وضاحت کی کہ یہ پیسہ صرف مخصوص کمرہ کی تعمیر کے لیے ہے دوسری جگہ استعمال نہ کیا جائے۔ عمر نے کمرہ تعمیر نہیں کیا باوجود پیسہ وصول کر لینے کے اور اب وہ کمرہ کی تعمیر سے انکاری ہے اور کہتا ہے کہ میں نے وہ رقم مسجد پر لگا دی ہے۔ کیا مذکورہ شخص زید کی مرضی کے بغیر دوسری جگہ رقم خرچ کر سکتا ہے کہ نہیں اور زید اپنی شرط پوری نہ ہونے کی صورت میں اپنی رقم کا مستحق ہے یا نہیں؟ محمد عبداللہ چشتیاں

جواب عمر پر لازم تھا کہ وہ زید کی شرط کے موافق مذکورہ رقم مطلوبہ کمرہ کی تعمیر ہی پر خرچ کرتا کیوں کہ وقف کے اندر واقف کی شرط کی رعایت لازم ہے۔ لہٰذا شرط کے موافق منتظم عمر وہاں کمرہ تعمیر کرے، ورنہ اس کی رقم واپس کرے۔

بقیہ: کارپوریٹ فارمنگ کے ممکنہ اثرات

ایسے میں جب ہمارا کسان اس حوالے سے پیچھے رہ گیا ہے تو ایک حد تک نئی تکنیک و مہارت بہرحال ہمیں فائدہ دے گی اور ہماری ملکی پیداوار میں اضافے کا سبب بنے گی لیکن اس کے بدلے میں ہمارا کسان کتنا منظّم ہوتا ہے اور اسے مقابلے کے لیے کتنا ہموار میدان ملتا ہے یہ ابھی دیکھنا باقی ہے۔ کیوں کہ ہمارا قصہ تو یہ ہے کہ ہم طاقتور سے اپنا پانی تک تو چھڑوا نہیں سکتے یہ کارپوریٹ سیکٹر میں بدیشی زبان اور قوانین کے ہوتے ہوئے معلوم نہیں کسان کیسے فائدہ اٹھائیں گے؟

مدیرِ اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ لاہور سے جاری کیا۔